40

تم خوشی اور بشاشت سے آگے بڑھو اور تحریک جدید کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو تا دنیا میں اشاعتِ اسلام ہو سکے

(فرمودہ 27 نومبر 1953ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

''جیسا کہ میں نے احباب کو پچھلے جمعہ کے خطبہ میں بتایا تھا کہ میں جمعہ کے دن شام کو لاہور گیا تھا تا کسی ماہر ڈاکٹر سے اپنے گلے اور دوسری امراض کے لیے مشورہ لے سکوں۔ جہاں تک گلے کا سوال ہے اس کے بارہ میں گلا کے فن کے ماہروں کی رائے یہ ہے کہ گلے کے اندر سوزش ہے لیکن کوئی خاص بیماری نہیں۔ ضعف کی وجہ سے پٹھے اور چمڑا ڈھیلا ہو گیا ہے۔ اور گلے میں جو مختلف مواد پیدا ہوتے ہیں اُن کو جلانے یا نکالنے کی اس میں طاقت نہیں رہی۔ اس لیے ان کی رائے میں اب صرف ایسا علاج کرنا چاہیے جس سے پٹھوں میں طاقت پیدا ہو۔ چنانچہ انہوں نے ٹیکوں کے علاوہ بعض معمولی علاج بتائے ہیں جو بظاہر تو میرے لیے مشکل معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ میری طبیعت بہت زیادہ حساس واقع ہوئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے یہ علاج بتایا ہے کہ میں تیز ٹھنڈے پانی کے غرارے کروں اور اس کے معاً بعد گرم پانی کے غرارے کروں۔ لیکن مجھے سردی اور گرمی کا امتزاج بہت مُضِر پڑتا ہے۔ نہانے کے سلسلہ میں بھی بعض ڈاکٹر

ایسی تدابیر بتاتے ہیں۔ لیکن میں اس طرح ہمیشہ بیمار ہوجاتا ہوں۔ پس میں ان تدابیر پر عمل کرنے کی کوشش تو کروں گا۔ لیکن بظاہر ایسا کرنا میرے لیے مشکل ہے۔

گلے کی تکلیف کے علاوہ جو دوسری بیماریاں تھیں۔ اُن کے لمبے امتحانات کئے گئے۔ خون ٹیسٹ کیا گیا اور مختلف حالتوں کے ایکسرے بھی لئے گئے۔ مجھے شبہ پڑتا تھا اور ڈاکٹروں کو بھی بعض علامات سے شبہ پڑا کہ پیٹ کے اندر رسولی نہ پیدا ہوگئی ہو۔ لیکن ایکسرے سے یہ شبہ دور ہوگیا گو انتڑیوں میں سوزش پائی گئی ہے۔ بہرحال میں دوائیاں لے آیا ہوں۔ بیماری کی بنیاد ڈاکٹری اصول کے لحاظ سے ایسی چیزوں پر ہے جو زیادہ اہم نہیں۔ ڈاکٹر اس نقطہ نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ کوئی بیماری ایسی نہیں جو فوراً مہلک ہو اور زیادہ سخت ہو۔ لیکن انسانی طبیعت ڈاکٹری اصول کے بالکل اُلٹ دیکھتی ہے۔ طبیعت یہ کہتی ہے کہ اگر ایک شخص تریسٹھ چونسٹھ سال کا ہوگیا ہے۔ اُس کے اعضاء اور گوشت بیماری کا مقابلہ نہیں کرتے تو یہ زیادہ خطرناک ہے بہ نسبت اس کے کہ کوئی معیّن مرض ہو۔ کیونکہ معیّن مرض کا علاج کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ایک خاص عمر تک پہنچنے کے بعد جسم میں بیماری کا مقابلہ کرنے کے لیے طاقت نہیں ہوتی۔ بڑی عمر والے کا بخار توڑا جاسکتا ہے، بڑی عمر والے شخص کے جگر کی اصلاح کی جاسکتی ہے بلکہ اب بعض طریقوں سے سرطان اور کینسر کا علاج بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن یہ اُمید نہیں کی جاسکتی کہ اس عمر والے کو بیس پچیس سال کی عمر کی طاقت دے دی جائے۔ جو عام بیماریوں کا مقابلہ کرسکے۔ اس لیے ڈاکٹر کی نظر میں جو بیماری کم ہے درحقیقت طبیعت کے فیصلہ کے مطابق وہ بہت زیادہ ہے کیونکہ اس کا علاج معلوم نہیں ہوسکا۔ دنیا میں کوئی ایسا طبیب نہیں جو ساٹھ ستر سال کی عمر والے شخص کو بیس پچیس سال کی عمر کا بنا سکے۔

آج میں حسبِ دستور سابق تحریک جدید کے وعدوں کے لیے جماعت میں تحریک کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے دفتر کے لوگوں کے لیے بھی کہ جن کے لیے ابتداءً تین سالوں کی تحریک کی گئی۔ اور ان تین سالوں کو بعض لوگ ایک ہی سال سمجھتے رہے۔ پھر وہ تحریک دس سال تک ممتد کی گئی۔ پھر اس کے لیے انیس سال کی حد لگائی گئی۔ اِس سال خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ انیس سال بھی پورے ہوجاتے ہیں۔ اِس اثناء میں تحریک جدید کے کام کو وسیع کرنے کے بعد خدا تعالیٰ نے میرا ذہن اِس طرف پھیرا کہ تمہارے منہ سے جو عرصے بیان کروائے گئے تھے وہ محض کمزور لوگوں کو

ہمت دلوانے کے لیے تھے۔ ورنہ حقیقتاً جس کام کے لیے تُو نے جماعت کو بلایا تھا وہ ایمان کا ایک جزو ہے۔ اور ایمان کو کسی حالت میں اور کسی وقت بھی معطّل نہیں کیا جاسکتا اور اسے کسی صورت میں ترک نہیں کیا جاسکتا۔ جس خدا نے آسمان سے محمد رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل کر کے مسلمانوں کو نماز پڑھنے کی تلقین فرمائی، جس خدا نے آسمان سے محمد رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل کر کے مسلمانوں کو زکوٰۃ کی تلقین فرمائی، جس خدا نے آسمان سے محمد رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل کر کے مسلمانوں کو روزے کی تلقین فرمائی، جس خدا نے آسمان سے محمد رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل کر کے مسلمانوں کو حج کی تلقین فرمائی۔ اُسی خدا نے آسمان سے محمد رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل کی کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی تعلیم کو دنیا کے کناروں تک پہنچائے۔ اور کوئی روح ایسی باقی نہ رہے جس تک خدا تعالیٰ کا کلام پہنچ نہ جائے۔ اُس نے اپنے کلام میں اِس تعلیم کا نام جہاد رکھا۔ اور اپنے پیارے رسول کو مخاطب کر کے فرمایا۔ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا [1] تُو اس قرآن کے ذریعے ساری دنیا کے لوگوں کے ساتھ جہاد کر۔ پس اگر کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ آؤ میری خاطر انیس سال نماز پڑھ لو، اگر کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ آؤ میری خاطر انیس سال زکوٰۃ دے لو، اگر کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ آؤ میری خاطر انیس سال تک روزے رکھ لو۔ تو وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ میری خاطر انیس سال اشاعتِ اسلام میں حصہ لے لو۔ لیکن اگر کسی شخص کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ مسلمانوں کو مخاطب کر کے یہ کہے کہ تم میری خاطر انیس سال نماز ادا کر لو یا یہ کہے کہ تم میری خاطر انیس سال زکوٰۃ دے لو یا میری خاطر تم انیس سال روزے رکھ لو تو اُس کے لیے یہ بھی ممکن نہیں کہ وہ کسی کو انیس سال کے لیے تبلیغِ اسلام اور جہادِ روحانی کے لیے بلائے۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ تم نے خود جماعت کو انیس سال کے لیے تبلیغِ اسلام اور جہادِ روحانی کے لیے بُلا کر اِس فعل کا ارتکاب کیا ہے۔ تو میرا جواب یہ ہوگا کہ اِس فعل کا ارتکاب تو میں نے نہیں کیا، ہاں اِس جُرم کا مرتکب ضرور ہوا ہوں کیونکہ زمانہ تبلیغِ اسلام اور جہادِ روحانی کے فرض کو اتنا بھول گیا تھا اور لوگ اِس سے اتنے غافل اور ناواقف ہو گئے تھے کہ میری عقل نے بھی خیال کیا کہ انیس سال تک کی کوششوں کے بعد ان کے گناہوں کا ازالہ ہو جائے گا۔ لیکن انیس سال کام کرنے کے بعد مجھے اس کا یہ انعام ملا کہ میرا دماغ روشن ہو گیا۔ اور میں نے اپنی غلطی محسوس کر لی کہ میرا

انیس سال کی جہادِ روحانی کے لیے تحریک کرنا لغو بات تھی۔ پس مجھے تو نقد جزا مل گئی۔ تم کو تو تمہاری قربانیوں کے بدلے میں اگلے جہان انعام ملے گا لیکن مجھے اس کا انعام نقد و نقد مل گیا ہے۔ میں نے خیال کیا تھا کہ شاید انیس سال کے بعد میں تم کو فارغ کر سکوں گا۔ لیکن انیس سال ختم ہونے سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے نور بخشا اور میں نے اپنی غلطی کو محسوس کر لیا اور سمجھا کہ میرا انیس سال کے لیے تحریک کرنا لغو بات تھی۔ جس طرح نماز روزہ، زکوٰۃ ایک مسلمان پر قیامت تک کے لیے فرض ہیں جہادِ روحانی اور تبلیغِ اسلام بھی اس پر قیامت تک کے لیے واجب اور فرض ہے۔

پس میری مثال اُس شخص کی سی ہوگئی جو ایک ایسا درخت لگا رہا تھا جو بہت دیر میں پھل دینے والا تھا۔ بادشاہ اُس جگہ سے گزرا۔ اُس کا وزیر بھی ساتھ تھا اور وزیر کو بادشاہ کا یہ حکم تھا کہ جب میں کسی شخص کے کام پر خوش ہو کر ''زِہ'' یعنی ''مرحبا'' یا ''آفرین'' کا لفظ کہہ دوں تو اُسے تین ہزار درہم دے دیا کرو۔ بادشاہ نے جب اُس بڈھے کو دیر سے پھل دینے والا درخت لگاتے دیکھا تو اُس نے کہا بڈھے! کیا تیری عقل ماری گئی ہے کہ تُو یہ درخت لگا رہا ہے؟ یہ درخت تو بڑی دیر سے پھل دیتا ہے۔ جب یہ درخت پھل لائے گا اُس وقت سے پہلے تم قبر میں جا پڑو گے۔ بڈھے نے کہا بادشاہ سلامت! آپ کہتے ہیں کہ میں یہ کام کیوں کر رہا ہوں۔ حالانکہ یہی کام میرے باپ دادا نے بھی کیا تھا۔ اگر یہی خیال میرے باپ دادا کو بھی آتا تو وہ یہ درخت نہ لگاتے اور آج میں اس کا پھل نہ کھاتا۔ انہوں نے یہ درخت لگایا اور ہم نے پھل کھایا۔ اَب میں یہ درخت لگاؤں گا اور میرے بچے اس کا پھل کھائیں گے۔ پھر وہ یہ درخت لگائیں گے اور ان کی اولاد پھل کھائے گی۔ جب شروع سے یہ طریق چلا آ رہا ہے کہ باپ درخت لگاتا ہے اور اولاد اُس کا پھل کھاتی ہے تو میں اس کے خلاف کس طرح کر سکتا تھا۔ میں یہ درخت لگا رہا ہوں تا میری اولاد اِس کا پھل کھائے۔ بادشاہ نے یہ جواب سُن کر کہا۔ "زِہ" واقع میں اس بڈھے نے درست کہا ہے۔ اگر پرانے لوگ یہ درخت نہ لگاتے تو ہم اس کا پھل نہ کھا سکتے۔ بادشاہ نے "زِہ" کہا تو اُس کے حکم کے ماتحت وزیر نے تین ہزار درہم اُس دہقان کے سامنے رکھ دیئے۔ وہ بڈھا تھا بڑا ہوشیار اُس نے جھٹ کہا بادشاہ سلامت آپ تو فرماتے تھے کہ تُو مر جائے گا اور اِس درخت کا پھل نہیں کھائے گا لیکن میں تو ابھی اِس درخت کو لگا کر گھر بھی نہیں گیا اور اس کا پھل کھا لیا ہے۔ بادشاہ نے پھر کہا

"زِہ" اور وزیر نے تین ہزار درہم کی ایک دوسری تھیلی اُس کے سامنے رکھ دی۔ اس پر بڑھے نے کہا بادشاہ سلامت! آپ تو فرماتے تھے کہ تُو مر جائے گا اور اس درخت کا پھل نہیں کھائے گا۔ لوگ درخت لگاتے ہیں تو سالوں بعد وہ پھل لاتا ہے۔ اور لوگ اس کا پھل سال میں ایک دفعہ کھاتے ہیں لیکن میں نے ایک گھنٹہ میں دو دفعہ اِس کا پھل کھا لیا ہے۔ بادشاہ نے کہا "زِہ" اور وزیر نے تین ہزار درہم کی ایک اَور تھیلی اُس کے سامنے رکھ دی۔ اِس پر بادشاہ نے وزیر سے کہا یہاں سے جلدی چلو ورنہ یہ بڑھا تو ہمیں لُوٹ لے گا۔

پس اُس بڑھے کی طرح مجھے بھی ہاتھوں ہاتھ انعام مل گیا۔ یہ ایک ایسی غلطی تھی جس کا موجب مسلمانوں کا جمود اور سُستی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ انیس سال تک کام کرنے کی وجہ سے یہ جمود، غفلت اور سُستی دُور ہو جائے گی۔ حالانکہ انیس ہزار سال تک بھی یہ کام کیا جاتا تو اس کو ختم کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ فرض کرلو اس دنیا کی زندگی ابھی انیس لاکھ سال ہے تو جس طرح نماز، روزے، زکوٰۃ اور حج انیس لاکھ سال تک جائیں گے تحریک جدید بھی انیس لاکھ سال تک جائے گی۔ اگر فرض کرلو کہ دنیا کی زندگی ابھی انیس ہزار سال ہے تو جس طرح نماز، روزے، زکوٰۃ اور حج انیس ہزار سال تک جائیں گے تحریک جدید بھی انیس ہزار سال تک جائے گی۔ اگر فرض کرلو کہ دنیا کی زندگی ابھی انیس سَو سال ہے تو جس طرح نماز، روزے، زکوٰۃ اور حج انیس سو سال تک جائیں گے تحریک جدید بھی انیس سو سال تک جائے گی۔

تحریک جدید نام تو تمہارے اندر ایک امنگ پیدا کرنے کے لیے رکھا گیا ہے۔ ورنہ ہے یہ وہی چیز جو وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا میں بیان کی گئی ہے۔ کہ تُو قرآن کو لے کر ساری دنیا میں جہاد کر۔ قرآن کریم میں متعدد بار نیکی کو پہنچانے، پھیلانے اور اس کی تبلیغ کرنے کے ارشاد آئے ہیں۔ اور ان کی تعداد کم نہیں۔ جیسے نماز، روزہ، اور زکوٰۃ کے لیے قرآن کریم میں احکام نازل ہوئے ہیں ویسے ہی جہادِ روحانی اور تبلیغِ اسلام کے متعلق بھی ارشادات نازل ہوئے ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے بھی اس کی جو تعریف کی ہے وہ تھوڑی نہیں۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے علی! یہ سامنے دونوں پہاڑوں کے درمیان جو وادی

نظر آتی ہے۔ اگر اس وادی میں اونٹ اور گھوڑے بھرے ہوں اور وہ سب اونٹ اور گھوڑے تجھے مل جائیں تو یہ کتنی بڑی بات ہے۔ پھر فرمایا اگر تجھے اتنے اونٹ اور گھوڑے مل جائیں تو اس سے بہت زیادہ یہ دولت ہے کہ کسی ایک انسان کو تیرے ذریعے ہدایت مل جائے2۔

دیکھو تبلیغ کرنے اور دوسروں کو ہدایت کی طرف لانے کی کتنی فوقیت اور عظمت آپؐ نے بیان فرمائی ہے۔ پس یہ وہ کام ہے جس کو کسی وقت بھی چھوڑا نہیں جا سکتا۔ پس میں انیس سال کا دور ختم ہونے پر یہ مانتے ہوئے کہ میں نے یہ کہا تھا کہ انیس سال کے بعد یہ دَور ختم ہو جائے گا، یہ جانتے ہوئے کہ میں نے یہ الفاظ کہہ کر تمہارے اندر یہ امید پیدا کر دی تھی کہ اِس عرصہ کے بعد یہ مالی بوجھ تمہاری پیٹھ سے اُتر جائے گا، بیسویں سال کے وعدوں کی تحریک کرتا ہوں۔ چاہے تم یہ کہہ لو کہ میں بے شرم ہو کر پھر مانگتا ہوں یا یہ سمجھ لو کہ میں اب زیادہ نور پا کر آ گیا ہوں یا پہلے میں غلطی کا مرتکب ہوا تھا اور اب خدا تعالیٰ نے مجھے غلطی سے نکال لیا ہے۔ تم یوں بھی کہہ سکتے ہو اور یوں بھی کہہ سکتے ہو۔

میری مثال وہی ہے جیسے رسول کریم ﷺ نے جب مکہ فتح کیا اور اس کے بعد طائف کی لڑائی ہوئی اور فتح کے بعد غنیمت کے اموال آئے تو آپؐ نے مکہ والوں کو نئے مسلمان سمجھ کر ان کی استمالت قلب3 کے لیے اور انہیں اپنی طرف کھینچنے کے لیے اور تالیفِ قلوب کے لیے اموال اُن میں تقسیم کر دیئے۔ اِس پر مدینہ کے انصار میں سے ایک نوجوان نے کہا۔ خون تو ہماری تلواروں کے سروں سے ٹپک رہا ہے اور اموال آپؐ نے اپنے رشتہ داروں اور خاندان کے افراد میں تقسیم کر دیئے ہیں۔ یہ بات آپ تک بھی پہنچی۔ آپؐ نے انصار کو بلایا اور فرمایا اے انصار! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم میں سے بعض لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ نے اموال اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیئے ہیں۔ انصار نے کہا یَا رَسُولَ اللّٰہ یہ درست ہے کہ ہم میں سے بعض نوجوانوں نے ایسا کہا ہے لیکن ہم ان سے متفق نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا انصار! جو بات کسی کے منہ سے نکل گئی، نکل گئی۔ اے انصار! تم یہ کہہ سکتے ہو کہ محمد رسول اللہ ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے۔ جب بڑے ہو کر آپ نے دعویٰ نبوت کیا تو قوم نے آپ کو ردّ کر دیا۔ مکہ والوں نے آپؐ کو دھتکار دیا اور اپنے گھر سے نکال دیا۔ ہم جو غیر تھے اور

سینکڑوں میل دور رہتے تھے ہم نے آپؐ کو پناہ دی اور آپؐ کو مکہ والوں کے خلاف مدد دی۔ مکہ والے غصہ میں آکر مدینہ پہنچے اور آپؐ پر حملہ کیا۔ اِس پر ہم آپ کے دائیں بھی لڑے اور بائیں بھی لڑے، آگے بھی لڑے اور پیچھے بھی لڑے۔ ہم نے اپنی جانیں قربان کر کے آپ کا وطن فتح کر کے دیا۔ مگر جب ہمارے خونوں سے آپؐ کی عزت قائم ہوئی اور آپؐ کا وطن مکہ، فتح ہوا تو محمد رسول اللہ ﷺ نے سارا مال اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا اور ہمیں اس سے محروم کر دیا۔ انصار ایک بڑی مومن قوم تھے، وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی باتیں سنتے جاتے تھے اور آہ وزاری سے ان کی ہچکیاں بندھتی جاتی تھیں۔ انہوں نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ! ہم نے یہ نہیں کہا۔ ہم میں سے بعض بے وقوف نوجوانوں نے ایسا کہا ہے بڑوں نے یہ بات نہیں کہی۔ ہم سب اِس سے بیزار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اے انصار! اِس مسئلہ کا ایک دوسرا رُخ بھی ہے۔ تم یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے اپنا آخری نبی مکہ میں بھیجا اور اس کی وجہ سے مکہ والوں کو عزت بخشی گئی۔ لیکن مکہ والوں کی بدقسمتی اور ان کے بداعمال کی وجہ سے وہ اپنے رسول کو مدینہ لے گیا اور جو نعمت مکہ کے لیے مقدر تھی وہ مدینہ کو دے دی گئی۔ پھر خدا تعالیٰ کے فرشتے نازل ہوئے اور غیر معمولی نشانوں کی مدد سے اُس نے اپنے رسول کو فتح نصیب کی جب اس نے مکہ فتح کر لیا اور کفر کو وہاں سے نکال دیا۔ تو مکہ والوں کو یہ امید پیدا ہوئی کہ اُن کی نعمت انہیں واپس مل جائے گی۔ لیکن ہوا یہ کہ مکہ والے تو اونٹ اور بکریاں ہانک کر لے گئے اور مدینہ والے خدا تعالیٰ کے رسولؐ کو اپنے ساتھ لے گئے۔ کیونکہ باوجود مکہ فتح ہونے کے رسول کریم ﷺ نے مدینہ نہیں چھوڑا۔ پس آپؐ نے فرمایا اے انصار! تم اس طرح بھی کہہ سکتے ہو۔ انصار کی روتے روتے پھر ہچکیاں بندھ گئیں۔ اور کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! ہم نے یہ بات نہیں کہی 4۔

اِسی طرح آج انیس سال کے بعد یہ بھی ہوسکتا تھا کہ میں تمہارے اموال واپس کر دیتا اور کہتا انیس سال تک جو مال تم نے دیا وہ مال تم لے جاؤ اور اپنے گھروں میں رکھو۔ مگر جیسا کہ فتح مکہ کے بعد ہوا۔ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ میں کہتا مال اور دولت کی کوئی قیمت نہیں۔ تم مال اور دولت اپنے گھروں میں نہ لے جاؤ بلکہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اُسکی رحمت اپنے گھروں میں لے جاؤ۔ تم میں سے کوئی شخص مجھے بیوقوف سمجھے یا عقلمند سمجھے لیکن میں نے تمہارے لیے دوسری چیز کو قبول کیا۔ جب انیس سال ختم ہونے کو آئے تو میں نے فیصلہ کیا کہ میں تحریک جدید کو اُس وقت تک جاری رکھوں گا

جب تک کہ تمہارا سانس قائم ہے تا خدا تعالیٰ کا فضل اور اُس کی رحمت صرف انیس سال تک محدود نہ رہے بلکہ وہ تمہاری ساری عمر تک چلی جائے۔ اور جس کی ساری زندگی تک خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے انعام جاتے ہیں اُس کے مرنے کے بعد بھی وہ اُس کے ساتھ جاتے ہیں۔

پس میں پھر تم کو تحریک جدید کے وعدوں کی طرف بلاتا ہوں۔ اُن کو بھی جن کو ابتدائی دَور میں حصہ لینے کی توفیق ملی۔ اور اُن کو بھی جو بعد میں آئے اور وہ اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کر رہے ہیں یا انہیں کوشش کرنی چاہیے۔ میں نے سوچا ہے اب تحریک جدید کی یہ شکل کر دی جائے کہ ہر دفتر جو بنے گا اُس کے دَورِ اول اور ثانی بنتے چلے جائیں۔ اور ہر ایک انیس سال کا ہو۔ جن احباب نے بچپن سے وعدے کئے تھے ممکن ہے کہ انہیں چار یا پانچ دور میں حصہ لینے کی توفیق مل جائے۔ مثلاً اگر چار دَور میں حصہ لینے کی کسی کو توفیق ملے تو انیس کو چار سے ضرب دینے سے 76 سال بن جاتے ہیں۔ اب اگر کسی شخص نے تیرہ سال کی عمر میں تحریک جدید میں حصہ لیا ہو اور چار دَوروں میں شریک رہا ہو اور اسّی سال اُس کی عمر ہو تو وہ چار دَوروں میں شامل ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی شخص نوّے سال یا سو سال کی عمر کو پہنچ جائے تو وہ پانچ دَوروں میں شامل ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد دوسرے لوگ بھی اِسی طرح انیس انیس سال کے دَوروں میں حصہ لیتے چلے جائیں گے۔

انیس سال میں مَیں نے جو حکمت رکھی تھی میں اسے بدلنا نہیں چاہتا۔ ہر دَور کے بعد ایک کتاب لکھی جائے جس میں تمام حصہ لینے والوں کے نام محفوظ کئے جائیں۔ اور اس کتاب کو جماعت کی لائبریریوں اور مساجد میں رکھا جائے۔ تا آئندہ آنے والے اُسے پڑھیں۔ اپنی قربانیوں کا اُس سے مقابلہ کریں اور دیکھیں کہ انہوں نے کس روح سے کام کیا ہے۔ اِس وقت تک دفترِ دوم نے قربانی کا وہ نمونہ نہیں دکھایا جس کی ان سے امید کی جاتی تھی۔ دفتر دوم کے افراد کی قربانی دفتر اول کے افراد کی قربانی سے نصف بھی نہیں۔ اگر دفتر اول کے چندہ کی نسبت ان کی آمد کا بارھواں، دسواں یا آٹھواں حصہ بنتی ہے، تو دَورِ دوم کے چندے کی نسبت دَورِ اول کے چندہ کی نسبت کا 1/4 یا 1/2 ہوگی۔ اِس کی یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہمارے نوجوان تنخواہوں کے لحاظ سے پہلوں سے بہت بڑھ گئے ہیں لیکن ان کے تحریک جدید کے وعدے کم ہیں اَور وصولی اور بھی کم ہے۔ جب کتاب چَھپے گی تو دفتر دوم والوں کو معلوم ہوگا کہ ان کی قربانیاں ان کے بزرگوں کی نسبت

کتنی گِری ہوئی ہیں۔ اِسی طرح یہ انیس سال کا دَور اگلوں میں تحریک کرتا جائے گا۔ ہر انیس سالہ دَور کے بعد حصہ لینے والوں کی نسبت نکالی جائے گی اور اسے کتاب میں محفوظ رکھا جائے گا تا آئندہ آنے والے اس سے سبق حاصل کریں اور اپنی قربانیوں کو پہلے لوگوں کی نسبت سے زیادہ بڑھائیں۔

میں آخری وعدوں کی میعاد مقرر نہیں کرتا کیونکہ میں ابھی دفتر سے بات نہیں کر سکا۔ اور نہ پچھلے سالوں کی تاریخیں مجھے یاد ہیں۔ یہ تاریخیں غالباً مارچ تک جاتی ہیں۔ ہاں جماعت کو یاد رکھنا چاہیے کہ تحریک جدید کی وصولی اس سال نہایت خطرناک طور پر کم رہی ہے۔ ممکن ہے اگر وصولی کا یہی حال رہا تو کام رُک جائے۔ ابھی تک صرف چھ ماہ کا خرچ ادا ہوا ہے اور ابھی چھ ماہ باقی ہیں۔ لیکن جو خرچ متوقع ہے اس کے مقابلہ میں خزانہ میں جو روپیہ ہے وہ بہت کم ہے۔ بجائے اِس کے کہ آئندہ چھ ماہ کا خرچ جمع رہتا۔ کیفیت یہ ہے کہ مجھے ڈر آرہا ہے کہ موجودہ رقم سے ہم خرچ ادا نہیں کر سکیں گے۔ اور اگر یہی حالت رہی اور دو تین ماہ کا خرچ قرض اٹھا کر کرنا پڑا تو تحریک جدید ایسی لپیٹ میں آجائے گی جس سے نکلنا اس کے لیے مشکل ہوگا۔ تحریک جدید کی جائیداد ابھی اس کے خرچ میں مدد نہیں کر سکتی۔ ابھی تک قرضے اُتارے جا رہے ہیں۔ اُن اخراجات کی وجہ سے جو اِس جائیداد کی خرید کے سلسلہ میں اس پر ہوئے۔ یا اُس وقت تحریک جدید نے بعض قرضے لئے تحریک جدید پر ساڑھے آٹھ لاکھ کا قرض تھا۔ اس لیے جائیداد سے جو آمد ہوتی ہے وہ قرضہ اتارنے میں خرچ ہو جاتی ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ تحریک جدید دفتر دوم اور جائیداد کی آمد دونوں کو ملا کر قرضے اتارے جائیں گے۔ لیکن اب تو اتنا بوجھ پڑ گیا ہے کہ دفتر اول سے اسی فی صدی رقم دینے کے بعد بھی اخراجات پورے نہیں ہوتے۔ پس میں اُن دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کر دیں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اِس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔ تم کو بھی معلوم ہے اور مجھے بھی معلوم ہے۔ تم بھی اِسی ملک کے رہنے والے ہو اور میں بھی اِسی ملک کا رہنے والا ہوں۔ تم میں سے اکثر کی آمد کے ذرائع بھی وہی ہیں جو میرے ہیں۔ یعنی تمہاری آمدنی کا ذریعہ بھی زمینداری ہے اور میری آمدنی کا ذریعہ بھی زمینداری ہے۔ بلکہ میری زمین ایسے علاقہ میں ہے جس کی فصل اِس سال قطعی طور پر ماری گئی ہے۔

اور یہ سال اس علاقہ کے زمینداروں کے لیے بغیر قرض لئے بظاہر گزارنا مشکل ہے۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ پس میں یہ چیز بھی جانتا ہوں ۔ اِس کے دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن تم بھی یہ جانتے ہو کہ باوجود ان مشکلات کے تم اپنے بیوی بچوں کو خرچ دے رہے ہو۔ تم اپنے گھر کے تمام اخراجات چلا رہے ہو۔ تم تعلیم کے اخراجات چلا رہے ہو۔ اگر تم باوجود ان مشکلات کے اپنے سارے کام کر رہے ہو اور سمجھتے ہو کہ شاید اللہ تعالیٰ اگلے سال ہمیں فراخی دے دے تو جیسے تم دوسرے کام کرتے ہو۔ یہ کام بھی کرلو۔

آخر اس قسم کی تباہیاں ہمیشہ نہیں آیا کرتیں۔ آٹھ دس سال کے بعد ایسا ہوتا ہے کہ شدید بارش ہو جائے اور فصل تباہ ہو جائے۔ لیکن ہر سال ایسا نہیں ہوتا۔ یہی ہوتا ہے کہ کسی سال پندرہ بیس فی صدی فصل زیادہ ہوگئی ۔ اور کسی سال اسی قدر فصل کم ہوگئی۔ یہ تباہی کہ فصل پچیس تیس فی صدی تک آجائے جس کی وجہ سے اخراجات تو سب اٹھانے پڑیں لیکن نفع کا حصہ سارا ضائع ہو جائے ۔ کیونکہ مالیہ وغیرہ تو دینا ہی پڑتا ہے یہ ہمیشہ نہیں ہوتا۔ پچھلے سال ہمارے ملک میں کپاس کم ہوئی ۔ زمیندار بہت گھبرائے اِس سال بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ پھر پچھلے سال جہاں کپاس کم پیدا ہوئی وہاں قیمتیں بھی بہت زیادہ گر گئیں۔ مگر کسی کے خیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ گندم کی قیمت یکدم بڑھ جائے گی ۔ چنانچہ سات روپے من سے ساڑھے بارہ روپے من تک وہ پہنچ گئی۔ بلکہ کئی علاقوں میں پندرہ سولہ روپے فی من کے حساب سے گندم بکی ۔ اب اگر کپاس کی فصل اچھی نہ ہونے اور بھاؤ گر جانے کی وجہ سے کسی زمیندار کی آمد 300 کی بجائے 150 روپے رہ گئی تھی تو گندم کے مہنگا ہونے کی وجہ سے اس کی آمد 300 کی بجائے 600 ہوگئی۔ اور اِس طرح کپاس کی قیمت کی کمی نے زمیندار کی آمد کو کم نہ کیا۔ بلکہ گندم کی قیمت کی بڑھوتی نے اُس کی آمد کو اَور زیادہ کر دیا۔ پس جو کمی ایک فصل کی خرابی کی وجہ سے ہوئی۔ اُسے دوسری فصل نے دُور کر دیا۔

اِس سال بھی یہی سننے میں آرہا ہے کہ اس علاقہ کی کپاس کی فصل تقریباً تباہ ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس کمی کو دُور کرنے کے سامان پیدا کرے گا۔ ممکن ہے گندم یا دوسری فصلوں میں مثلاً کماد میں جو ابھی بیلا نہیں گیا اور اس سے گُڑ نہیں نکالا گیا اس سے اتنی آمد ہو جائے کہ کپاس کی تباہی کی وجہ سے آمد میں جو کمی ہوئی وہ دور ہو جائے ۔ اور پھر ممکن ہے بعض علاقوں میں کپاس کی فصل اچھی

ہوئی ہو۔ آمدنوں کا اندازہ خیالی باتوں پر نہیں رکھنا چاہیے۔ یہ عقل کی بات نہیں کہ ایک سال بعض اتفاقی واقعات کی بناء پر قیمت چڑھ جائے تو آئندہ سال اپنی آمدن کا اندازہ اُس اتفاقی قیمت پر رکھ لیا جائے۔ جو لوگ خیالی قیمتوں پر اپنی آمد کا اندازہ لگاتے ہیں وہ ہمیشہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ مثلاً پچھلے سے پچھلے سال کپاس کی قیمت 40 روپے من ہوگئی تھی اور اُس سے پہلے اس کی قیمت 55 روپے من تک پہنچ گئی تھی۔ اب جو شخص اپنی آمد کا اندازہ اس قیمت کے حساب سے لگائے گا وہ حماقت کرے گا۔ کپاس کی اصل قیمت سات آٹھ سے دس روپے فی من ہوتی ہے۔ 55 روپے نہیں ہوتی۔ ان قیمتوں کا مل جانا تو ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کو بازار سے گزرتے ہوئے روپوں کی تھیلی مل جائے۔ پس ہمیں اپنے اخراجات کا اندازہ لگاتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ کپاس کی قیمت سات آٹھ یا حد سے حد دس روپے فی من ہے اور گندم کی قیمت پانچ چھ روپے فی من ہے۔ اگر لوگ ایسا کریں گے تو ان کے حالات درست ہو جائیں گے اور وہ اپنی آمد کو بڑھانے کی ضرورت محسوس کریں گے۔

یہی فصل یورپ اور امریکہ میں بھی ہوتی ہے۔ لیکن وہ لوگ ہم سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں جب جاپان میں پاکستانی وفد گیا تو اگرچہ اس میں کسی حد تک مبالغہ بھی تھا لیکن اُس وفد کی یہ رپورٹ تھی کہ وہاں فی خاندان تین ایکڑ زمین ہوتی ہے۔ لیکن اُس کی آمد 6000 روپے سالانہ ہوتی ہے۔ یہ قیمت ہمارے ملک کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے۔ یہ آمد ہم سے بیس گنے زیادہ ہے۔ ہمارے ملک میں جس شخص کے پاس ایک مربع زمین ہوتی ہے اور اس کو پانی وغیرہ خوب ملتا ہے تو اُسے خوشحال سمجھا جاتا ہے۔

ایک مربع کو تین ایکڑ زمین سے ایک اور آٹھ کی نسبت ہے۔ جاپان کی آمد میں اور ہمارے ملک کی آمد میں بیس گُنے کا فرق ہے۔ یہ فرق اِسی وجہ سے ہے کہ انہوں نے سوچا، غور کیا، محنت کی اور اپنے حالات کو درست کرنے کے بعد ایسی تدابیر نکالیں جس سے ان کی آمد ہم سے کئی گُنا زیادہ بڑھ گئی۔ جو لوگ 55 روپے فی من کے حساب سے کپاس کی آمد کا اندازہ لگاتے ہیں انہیں آمد بڑھانے کے متعلق سوچنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جب وہ کپاس کی قیمت سات آٹھ روپیہ فی من لگائیں گے اور گندم کی قیمت پانچ چھ روپے فی من لگائیں گے تو انہیں اپنی آمد

بڑھانے کی فکر ہوگی اور اس سے یقیناً انہیں فائدہ ہوگا۔

حال ہی میں مَیں نے مکئی کے متعلق تحقیقات کی ہے۔ میں امریکہ سے مکئی کا بیج منگوانا چاہتا تھا۔ ہمارے مبلغ یو۔این۔او کے ماہرینِ زراعت کو ملے۔ تو انہیں معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں ایسے بیج بھی ایجاد ہوئے ہیں جن سے پچاس من سے سَو من تک فی ایکڑ پیداوار ہوتی ہے۔ اب تم سمجھ لو کہ ہماری آمد کو اُن کی آمد سے کیا نسبت ہے۔ یہاں مکئی کی پیداوار دس من سے بیس من تک ہے۔ اچھے اچھے علاقوں میں 30، 35 من فی ایکڑ ہے۔ گویا تمہاری ادنیٰ پیداوار یعنی دس من کے مقابلہ میں ان کی پیداوار پچاس من ہے۔ اور تمہاری اعلیٰ پیداوار 20 من کے مقابلہ میں ان کی پیداوار سَو من ہے۔ اب تم سمجھ لو کہ اگر ایک شخص کے پاس چار ایکڑ زمین ہو اور وہ اس میں سے دو ایکڑ میں مکئی بو لے تو اس سے سَو من فی ایکڑ کے حساب سے دو سَو من مکئی حاصل ہوگی۔ اب اگر مکئی کی قیمت پانچ روپے فی من بھی فرض کر لی جائے تو تین سَو من مکئی سے اسے 1500 روپے مل جائیں گے اور اس کے پاس دو ایکڑ زمین پھر بھی رہ جائے گی۔ فرض کر لو وہ پھر ایک ایکڑ میں گنا بوتا ہے۔ اب گُڑ کے لحاظ سے مدراس سے ماریشس تک الگ الگ نسبتیں ہیں۔ بعض ملکوں میں تین چار سَو من بھی گُڑ حاصل ہو جاتا ہے بلکہ گنّے کے حساب سے تو یہاں تک ترقی کی گئی ہے کہ ایک دفعہ کا بویا ہوا گنّا گیارہ گیارہ سال تک کام آتا ہے۔ اب اگر 300 من گُڑ فی ایکڑ فرض کر لیا جائے تو دو ایکڑ سے 600 من گُڑ میسر آ جائے گا۔ اگر گُڑ کی پرانی قیمت بھی لگا لو یعنی پانچ روپے فی من بھی لگا لو تو اس کی آمد تین ہزار روپے کی ہوگی۔ اور اگر مکئی کی قیمت 1500 روپے اِس رقم میں شامل کر دیئے جائیں تو کل آمد 4500 روپے کی ہوئی۔ اور زمین صرف تین ایکڑ تھی۔ اور یہ معمولی آمد ہے جو دوسرے ملکوں میں پیدا کی جاتی ہے۔

پس بجائے مہنگا اناج فروخت کرنے کے اگر یہ کوشش کرو کہ تمہیں اچھے بیج مل جائیں پھر زمین میں اچھے ہل دیئے جائیں اور پانی دیا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ لیکن اگر قیمت کا اندازہ پہلے ہی پچاس روپے فی من لگا لیا جائے تو زمیندار کو فصل زیادہ کرنے کی کوشش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حالانکہ اتنی زیادہ قیمت ہر سال نہیں ملتی۔ ہر سال جو حالات ہوتے ہیں اُن کو مدنظر رکھا جائے تو قیمت یہی ہوگی۔ بہر حال اگر کسی ملک میں کسی سال غلہ کم ہوتا ہے تو وہ تکلیف اٹھاتا ہے اور

اگلے سال ضرور فصل زیادہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر حکومتی معیار پر یہ بات کبھی کامیاب نہیں ہوتی۔ اس میں زمیندار کا تعاون لازمی ہے۔ اس کے تعاون کے بغیر حکومت کی سب تدبیر ہیچ جاتی ہے۔ دیکھ لو اِس دفعہ امریکہ سے غلہ منگوایا گیا۔ لیکن گورنمنٹ کے تمام افسر، پیداوار زیادہ کرنے کے لیے زور لگا رہے ہیں اور جب ملک میں غلہ بڑھ جائے گا اور باہر سے غلہ کم آئے گا۔ تو اِس کی قیمت گر جائے گی۔ پچھلی جنگ کے بعد گندم کی قیمت سَوا روپیہ فی من تک پہنچ گئی تھی۔

ایک دفعہ لائل پور کے ایک خوشحال زمیندار قادیان آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میری سر سکندر حیات صاحب کے پاس سفارش کریں (وہ اُن دنوں ریونیو منسٹر تھے) میں اِس بات کے لیے تیار ہوں کہ حکومت مجھ سے ساری گندم لے جائے لیکن گرفتار نہ کرے۔ اِس سال گندم کی قیمت اِتنی کم ہے کہ میں ریونیو سارا ادا نہیں کر سکتا۔ پچھلے سال زیورات بیچ کر میں نے مالیہ ادا کیا تھا۔ اِس سال زیورات بھی نہیں ہیں مجھے بند ہونے کا خطرہ ہے۔ کیونکہ میں سخت کانگرسی رہا ہوں۔ اس وقت مجھے آپ کے سوا کوئی نظر نہیں آیا جس کے سامنے دستِ سوال دراز کروں۔ آپ اتنی مہربانی کریں کہ اُن کے پاس میری یہ سفارش کر دیں کہ حکومت ساری گندم لے لے اور باقی مالیہ مجھ پر قرض رکھے کیونکہ میں اُس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ بات بہت ہی تکلیف دِہ تھی۔ میں نے سر سکندر حیات صاحب کو خط لکھا کہ اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو ہر شریف آدمی کا دل رحم سے بھر جائے گا۔ آپ اس واقعہ کو دیکھ لیں۔ اگر یہی حالات ہوں تو محض اِس لیے کہ وہ کسی وقت کانگرسی تھا یا اب کانگرسی ہے اُسے مارنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ وہ آدمی شریف الطبع تھے۔ انہوں نے چوتھے یا پانچویں دن اِس کا جواب لکھوایا۔ انہوں نے خود تو خط نہ لکھا بلکہ میاں محمد ممتاز صاحب دولتانہ کے والد مرحوم سے لکھوایا جن کے مجھ سے بھی دوستانہ تعلقات تھے اور سردار سکندر حیات صاحب سے بھی دوستانہ تعلقات تھے۔ انہوں نے لکھا کہ جن صاحب کے نام آپ کی سفارش آئی تھی انہوں نے کہا ہے کہ آپ کے مشورہ کے مطابق کام کر دیا جائے گا۔ بہرحال اُس وقت گندم کی قیمت گر جانے کی وجہ سے یہاں تک نوبت پہنچی تھی کہ ایک شخص جو آسودہ حال تھا وہ ضلع لائکپور میں نہایت اعلیٰ سات آٹھ مربعوں کا مالک تھا لیکن گندم کی قیمت اِتنی گر گئی تھی کہ ساری گندم کے دے دینے کے بعد بھی مالیہ رہ جاتا تھا اور وہ ادا نہیں کر سکتا تھا۔

بہر حال قبل از جنگ اوسط قیمت گندم کی تین ساڑھے تین روپے فی من تھی۔ اب حالت یہ ہے کہ میرا خیال ہے کہ پانچ ، چھ روپے فی من سے قیمت نہیں گرے گی۔ پس فصل کی قیمت بڑھانے کی بجائے ہمیں پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے اور یہ کام ہم نہیں کرتے۔ ہم فصل کی قیمت بڑھا کر اپنی آمد کو زیادہ کرتے ہیں۔ حالانکہ چاہیے یہ تھا کہ ہم اپنی فصل بڑھا کر آمد بڑھاتے۔ مثلاً کپاس اور گُڑ ہے۔ گُڑ کی پیداوار ہمارے ملک میں پچاس سے سو من فی ایکڑ ہے لیکن یہ بھی خاص ضلعوں میں۔ لیکن ان ممالک میں 300 من فی ایکڑ پیداوار ہے۔ تم اسے مہنگا کرلو تو سارا ملک چیختا رہے گا۔ لیکن اگر اس کی مقدار زیادہ کرلو تو 1500 روپے فی ایکڑ آمد ہوسکتی ہے۔

یہ سب باتیں میں جانتا ہوں اور ان کے جواب بھی جانتا ہوں بلکہ زمینداروں کو تو میں کہتا ہوں کہ جو تباہیاں تمہاری فصلوں پر آئی ہیں وہ میری فصلوں پر بھی آئی ہیں۔ جن حالات سے تم گزرے ہو اُنہی حالات سے میں بھی گزرا ہوں۔ اس لیے تم یہ نہ کہو کہ ہماری آمد کم ہوگئی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اگر تمہاری آمد ایک طرف سے کم ہوجاتی ہے تو دوسری طرف بڑھنے کے امکان بھی ہوتے ہیں۔ ہمیں زمین اور زمینی چیزوں سے صلح نہ رکھنی چاہیے۔ ہمیں اُس ہستی سے صلح کرنی چاہیے جس نے زمین کو پیدا کیا ہے، جس نے طاقت پیدا کی ہے۔ اگر تم اس سے صلح کروگے، اگر تم اُسے اپنی قربانیوں سے خوش کروگے تو وہ زمین سے سونا اُگلوائے گی اور تمہارے گھروں کو آرام اور راحت سے بھر دے گی۔ خدا تعالیٰ جب کہتا ہے کہ جنت میں مومنوں کو ایسی نہریں ملتی ہیں جن میں دودھ اور شہد چلتا ہے 5۔ خدا تعالیٰ جب کہتا ہے کہ مومنوں کو جنت میں صاف شفاف محل ملتے ہیں 6 خدا تعالیٰ جب کہتا ہے کہ جنت میں مومن جو چیز مانگیں گے وہ انہیں میسر آجائے گی 7 انہیں جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ غذائیں ملیں گی 8 تو ہمارا خدا صرف اگلے جہان کا ہی خدا نہیں۔ وہ اِس جہان کا بھی خدا ہے۔ اگر تم اس کے بنائے ہوئے طریق پر چلو اور محنت سے کام کرو تو اِس دنیا میں بھی وہ تمہیں دودھ اور شہد کی نہریں دے گا۔ اِس دنیا میں بھی وہ تمہارے لیے فراوانی کے سامان پیدا کردے گا اور تم اس کی رحمتوں اور فضلوں کو دیکھ لوگے۔ لیکن اگر یہ ہو کہ جس دن تمہارے پاس روپیہ آئے اُسی دن تم خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرنے لگو، غریبوں پر ظلم کرنے لگو، زمین پر اکڑ کر چلنے لگو،

ہمسایوں سے میٹھے منہ بات بھی نہ کرو۔ تو وہ تم پر کیوں فضل کرے گا؟ وہ تمہیں اِس دنیا میں جنت کیوں دے گا جب کہ تم نے خود دوزخ لے لیا۔ وہ کہے گا میں جنت تھا، تم نے مجھے اپنے دلوں سے نکال دیا اور شیطان، جو دوزخ تھا اُسے اپنے دلوں میں جگہ دے دی۔

پس اپنے عظیم الشان مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اور یہ یاد رکھتے ہوئے کہ جس قدر تم قربانی کرتے ہو اُس قدر تم خدا تعالیٰ کے قریب ہو جاؤ گے۔ اور یہ جانتے ہوئے کہ تمہاری اِن حقیر قربانیوں ہی کی وجہ سے ہر جگہ مجھے نیچے دکھانے والے ناکام رہے تم خوشی اور بشاشت سے آگے بڑھو اور پہلے سے بڑھ چڑھ کر وعدے لکھواؤ تا دنیا میں اشاعتِ اسلام ہو سکے اور تمہارا نام مجاہدوں کی فہرست میں لکھا جائے۔'' (المصلح 11 ردسمبر 1953ء)

1: الفرقان: 53

2: صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب مناقب علی ابن ابی طالب......

3: **استمالت قلب**: دل جوئی، تالیف قلب (اردو لغت تاریخی اصول پر جلد اول صفحہ 463 کراچی 1977ء)

4: صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف فی شوال.....

5: مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى (محمد:16)

6: تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝ (الفرقان:11)

7: وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ (حٰم السجدة:32)

8: فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ (الرحمٰن:69) حَدَاۗىِٕقَ وَاَعْنَابًا (النبأ:33)

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْۗـــًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (المرسلٰت:44)